

جہاد فی سبیل اللہ



محمد غازی

اللہ اکبر۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ جو کچھ موجود دور میں ہو رہا ہے۔ وہ سب دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ چاہے تو سب کفر و باطل کو ختم کر سکتا ہے۔ مگر وہ مسلمان کے ایمان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ میرے ہندے میرے دین کو کفر و باطل سے بچانے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ اور ہم تو اپنے ایمان اور عقیدے ہی پر دل رہے ہیں۔ اگر اللہ کے دین کو موجود دور میں غالب کرنے اور طاغوتی نظام کو ختم کر کے اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں اپنا عقیدہ خشک کرنا ہوگا، اسے سمجھنا ہوگا۔ کہ ایک مسلمان کا جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔ اس لیے آج کے اس موضوع میں اسکے مختلف احوال تحریر کیے جاتے ہیں، ایک نگاری کو اندازہ ہوگا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کس قدر زور دار دلائل ہیں، مگر اس کے باوجود ان کے ذہنوں میں دشمن نے کس طرح مغلط فہمیاں ڈال دی ہیں کہ مسلمان ان پر توبہ دینا جان پر یقین رکھتا ہے، حالانکہ اسے اپنے اللہ اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی روشنی تعلیمات کو ترز جاننا چاہیے بے گھر عمل زندگی میں ان کو جگہ دے کر حضرات صحابہ کرام کی یادیں تازہ کر کے اپنا ایمان محفوظ بنانا چاہیے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں جانا چاہیے۔ کہ:

(۱) جہاد نماز اور روزے کی طرح ایک قطعی فریضہ ہے۔

(۲) اس فریضے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(۳) جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا عذر و وجہ نماز گناہ ہے اور اس پر فضول بحث کرنا گمراہی ہے۔

قرآن کی روشنی میں: جہاد فی سبیل اللہ ایک قطعی فریضہ ہے۔ اسکی فریضیت قرآن مجید کی کئی آیات سے ثابت ہے۔ یہاں صرف ایک آیت مبارکہ بیان کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ”تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا اور وہ تم کو برا لگتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں برا ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“

اس آیت سے ثابت ہوا جہاد (قتال) فی سبیل اللہ بھی ایک فریضہ ہے۔ جب تک آپ ﷺ مکہ میں

رہے آپ کو لڑائی کی اجازت نہ ہوئی۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس کی اجازت ہوئی۔ مگر عرفان غار سے جو ثوبل اسلام سے لڑائی کریں اس کے بعد علی العمیم غار سے مقابلہ کی اجازت ہوئی اور جہاد فرش ہوتا ہے۔ اگر دشمنان دین مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو مسلمانوں پر جہاد فرش عین ہوگا۔ ورنہ فرش کا یہ بشرطیکہ جملہ شرائط جہاد جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ البتہ جن لوگوں سے مسلمان منسلک اور معادہ کر لیں یا ان کی امن اور چھٹت میں آجائیں تو ان سے لڑائی کرنا یا ان کے مقابلہ میں ان کے کسی مخالف کو مدد دینا برگز مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ لیکن اب موجودہ دور میں مسلمانوں پر کفر باطل کی یلغار ہے اس لیے مسلمانوں پر ان حملہ آوروں کے خلاف جہاد فرش عین ہے۔

حدیث کی روشنی میں :

حضرت نبی اکرم ﷺ کے نورانی ارشادات سے بھی جہاد کی فریخت ثابت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: ”مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ **لا الہ الا اللہ** کا قرار کر لیں (یعنی یا تو مسلمان ہو جائیں یا مسلمان کی حکومت کو تسلیم کر کے نہیں جزیہ دیں) پس جس نے **لا الہ الا اللہ** کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی، سوائے اس کے شرعی حق کے اور اس کا سلب اللہ پر ہے“

یہ حدیث جہاد کی فریخت پر واضح ہے۔ اور اس میں دفاعی نہیں بلکہ تہذیبی جہاد کا تذکرہ ہے۔ اور اس میں جہاد کو حکم الہی قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاد کی منزل ”**لا الہ الا اللہ**“ کا غلبہ قرار دی گئی ہے۔ اس حدیث کی رو سے ہم فریضہ جہاد سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر دفاعی جہاد نہ ہو تو ہم اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو لانے کے لیے تہذیبی جہاد بھی کر سکتے ہیں۔ علوم ہو، جہاد کسی بھی صورت میں ختم نہیں ہوگا۔ جہاد کا آخری مقصد یہ ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے۔ اور دین حق سب ادیان پر غالب آجائے، جہاد و قتال شواہد تہذیبی ہو یا دفاعی مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک یہ ہو شروع رہے گا۔ جب تک یہ مقصد حاصل نہ ہو جائے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل : جناب نبی اکرم ﷺ نے جہاد کی کئی قدر فضیلت بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ ان احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ پھر میں خاموش ہو گیا۔ اگر میں کچھ زیادہ پوچھتا تو آپ ﷺ فرما دیتے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجاہد کا کھڑا جب اپنی رسی سے بندہ حلیہ اچھے کے لیے چلتا پھرتا ہے۔ تو اس کے برتر نہ م پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (بخاری)

جہاد میں جانا واجب ہے : جہاد اور جہاد کی نیت رکھنا بھی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں

فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں مسلح ہو یا غیر مسلح جہاد کے لیے نکل کھڑے ہو اور راہ جہاد میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرو، اور اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اسے پیغمبر اگر کوئی سامان قریب ہونا اور سفر بھی قریب کا ہونا تو وہ ضرور حیرے نزدیک رہے، مگر انہیں یہ راہ دور کی معلوم ہوئی (جنگ تبوک) کی راہ بخیر وہ یہ کہا کریں گے (اتب ۳۱) تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی سرحد پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے تبوک کی مسافت متعدد دھڑلوں کی ٹھنی ملک شام پر اس وقت مسیحیوں کی حکومت تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ کو غزوہ جہین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے ہوئے اطلاع ملی۔ کہ تبوک کے مقام پر کچھ فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ آپ ﷺ نے خود ہی آگے بڑھ کر مقابلہ کیا یا پانچ سو (۲۰۰۰۰) تیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا لیکن شانہ گری کا موسم تھا۔ فصل کے پکنے اور کھٹنے کا زمانہ تھا۔ سب پر مدینہ منورہ کی معیشت کا بڑی حد تک انہماق ایک طرف مقابلہ ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ اپنے وقت کی بڑی سلطنت کی فوج تھی۔ اور مسافت بھی کافی تھی۔ بعض حضرات کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین تو بڑے خوش ہوئے مگر پھر بھی جب لشکر نبی کی حیرات دہوئی مسلمانوں کا لشکر ایک مدت تک انتظار کے بعد واپس آ گیا۔

(۲) دوسری جگہ ارشاد ہند ہی ہے۔ ”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا؟ جب تم سے کہا جاتا ہے جہاد کے لیے نکلو تو زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو کیا تم آخرت کے بدلہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو؟ اللہ برحق پر قادر ہے (سورہ اہزاب ۷۷) **جہاد کا منکر کافر:** اب آیت ختمیہ کے دوسرے جزو کی طرف، جہاد کا منکر کافر ہے یہ بات کسی نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی بلکہ یہ قانون ہے کہ جو شخص قرآن مجید سے ثابت شدہ فرض کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کافرین پر جو کہ قرآن مجید کی سیکڑوں آیات سے ثابت ہے اس لیے جہاد کا انکار کرنا ان تمام آیات کا انکار کرنا ہے۔

(ترجمہ)۔ یعنی جہاد ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے اس فریضہ کا انکار کفر اور اس کے بارے میں انا اور عباد رکھنا گمراہی ہے اور جہاد کی فریضہ قرآن و سنت اور امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

جہاد فرض عین یا فرض کفایہ: اب آیتیں اپنے دعوے کے تیسرے حصے کی طرف کہ جب جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا عذر و جہوز سخت گناہ ہے۔ جہاد فرض عین ہونے کی چند صورتیں یہ ہیں مثلاً:

- (۱)۔۔۔۔۔ جب مسلمان کا شرعی امیر انہیں جہاد میں نکلنے کا حکم دے دے۔
- (۲)۔۔۔۔۔ جب مسلمانوں اور کافروں کی مٹیں میدان جنگ میں آمنے سامنے آجائیں۔
- (۳)۔۔۔۔۔ جب کافر مسلمانوں کے کسی علاقے پر قبضہ کر لیں یا قبضے کے لیے پیش قدمی شروع کر دیں یا کچھ مسلمانوں کو گرفتار کر لیں۔

(۲)۔۔۔۔۔ جب شعائر اسلام میں سے کسی پر پابندی لگادی جائے (وغیرہ)۔

ان تمام صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور عام حالات میں یعنی جب جہاد فرض عین نہ ہو تو اب بھی سال میں کم از کم ایک مرتبہ اسلامی لشکر کا جہاد کے لیے نکلا فرض ہوتا ہے۔ بہر حال فرض ہونے کی صورت میں جہاد نذر کرنا ہی کرے گا ورنہ جرم اور ذلے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قرآن مجید کی کئی آیات میں جہاد کو ترک کرنے اور چھوڑنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں مثال کے طور پر سورۃ توبہ کی دو آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔۔۔ آپ فرمادیتے ہیں: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور وہ مال جو تم نے کما لیا ہے اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے کا تم کو ڈر ہے اور وہ غرض جس میں تم پسند کرتے ہو تم اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (نذاب و جزا) پہنچا دیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے مافرانوں کو۔ (سورۃ توبہ۔ ۳۴)

(۲)۔۔۔۔۔ ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہو اگر تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) کوچ کرو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہو، دنیا کی زندگی کا نفع اٹھانا تو آخرت کے مقابلے میں بہت حقیر ہے اگر تم (جہاد میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کر دے گا اور تم اس کا کچھ نہیں پکار سکو گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ توبہ۔ ۳۷، ۳۹)

بلعذر جہاد چھوڑنے پر بہت سی عمارت میں بھی سخت وعیدیں آئی ہیں ہجرت اور عمل کے لیے یہ ایک حدیث کافی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

(ترجمہ) جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ جہاد کی نیت اس کے دل میں آئی وہ شخص عقیق کے ایک حصہ میں مرے گا۔

اللہ اکبر۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جہاد میں شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب اس بات پر ہمیں دھیان دینا ہے کہ جہاد کی دوسری قسم جس کو فرض نکالیا گیا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ اگر مسلمانوں کی کافی تعداد اور ضرورت کے موافق جماعت جہاد کرتی رہے تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گناہ گار ہوں گے لیکن موجودہ دور میں جہاد فرض عین ہے کیونکہ جہاد میں ایک تو مسلمانوں کی تعداد بھی کم ہے دوسرا ان کے پاس شرمیلیات کی اشیاء بھی کم ہیں اس لیے مال و جان سے جہاد کی ضرورت ہے۔

